علماءِ کرام اور حسن معاش

مولانا محمد حبیب الرحمٰن خان شروانی

علمائے سلف کی طالب علمی حق پسندی اورحالات اتفاق واختلاف سے ہم بحث کر چکے اورجیسی کچھ بحث کی گئی آپ نے ملاحظہ فرمائی۔ایک نہایت ضروری پہلو پر ہنوز بحث باقی ہے۔وہ یہ کہ ہمارے علماء نے دنیامیں کس طرح زندگی بسر کی اوراپنی معاش کوکس طور پر حاصل کیاان کے صفات کی تکمیل ایک حدتک اس موضوع پر منحصر ہے۔دنیااوراس کے معاملات اگرلغوہوتے تو پانچوں وقت کی نماز میں دین کی بھلائی سے پہلے دنیا کی بھلائی کی دعانہ مانگی جاتی اورفقہ کی کتابوں میں صرف عبادات کے ابواب ہوتے معاملات کے پیچیدہ مسائل کاذکرنہ ہوتا۔علماجب دنیامیں رہے اوردنیاکے تعلقات انھوں نے پیداکیے۔کسی انسان کے محکوم بنے کسی کے حاکم۔مختلف مشرب وخیال کے آدمیوں سے مل جل کراس عالم میں رہے توفطرتی طور پر یہ سوال پیداہوتا ہے کہ انھوں نے ان تعلقات کوکیسانبھایا۔آیاسلیقے اورخوبی سے سب کے حقوق اداکیے یاان کوتسامح اور بے پروائی کے نذرکرکے اس کادل خوش کن نام استغنارکھا۔ائمہ مجتہدین نے جوموشگافیاں مسائل معاملات میں کی ہیں اورجوآسان راہیں کاروبار کے متعلق نکالی ہیں وہ اس امرکی زبردست شہادت ہیں کہ وہ اعلی درجے کے معاملہ فہم اورمعاملات دنیاپرغورفرمانے والے تھے۔اس عنوان میں سب سے اول ہم یہ دیکھیں گے کہ علمائے سلف نے اپنی معاش کن ذرائع سے پیدا کی اس کے بعد یہ بحث کرینگے کہ ان کے تعلقات ملوک ورعایا کے ساتھ کیسے رہے آخرمیں ان کے مختلف حالات ایسے لکھیں گے جن سے کسی نہ کسی پہلو سے ان کی طرزمعاشرت پرروشنی پڑےگی۔

علماءاورکسبِ معاش

تجارت:تجارت مسلمانوں کامقدس پیشہ ہے۔یہ بات مسلم ہے کہ سارے مسلمانوں میں افضل صحابہ کرام تھے اورصحابہ میں مہاجرین کوفضیلت تھی اورمہاجرین میں قریش کامرتبہ بڑھاہواتھا۔قریش کاخاص پیشہ تجارت تھاجس کاذکرکلام پاک میں جابجاموجود ہے علمائے سلف میں جن بزرگوں نے معاش قوت بازوسے حاصل کی ان کارجحان خاطراکثرتجارت کی طرف رہاہے چنانچہ ہم ذیل میں

☆کرر"لاحول ولاقوۃالاباللہ"فانہاتشرح البال،وتصلح الحال،ویحمل بہاالانتقال،وترضی ناالجلال.☆

ایک جدول کے ذریعے سے ان علما کے نام نامی مع اس مال کے جس کی وہ تجارت فرماتے تھے۔عرض کرتے ہیں اس سے معلوم ہوگا کہ کیسے کیسے بڑے علمائے امت نے تجارت کے وسیلے سے کسب معاش فرمایا تھا۔

نمبر اسمائے علماء	مال تجارت	کیفیت
۱۔ حضرت سالم ابن عبداللہ	بازار میں لین دین کیا کرتے تھے	(تذ۔جلدا۔صفحہ۷۷)
۲۔ابوصالح سمان	روغن زیتون وروغن زرد	(تذجلدا۔صفحہ۷۸ا)
۳۔امام یونس ابن عبید	ریشمی پارچہ	(تذ۔جلداصفحہ۱۳۰)
۴۔داؤد ابن ابی ہند	ریشمی پارچہ	(تذ۔جلداصفحہ۱۳۱)
۵۔امام ابوحنیفہ	ریشمی پارچہ	امام ممدوح کی صدر دکان کوفے میں تھی اوران کے ایجنٹ جابجا ملک میں پھیلے ہوئے تھے جو مال خرید کر صدر کو بھیجتے تھے۔(تذ۔جلداص۱۵۱

۶۔حضرت عبداللہ ابن مبارک

امام ذہبی انکاذکر یوں شروع کرتے ہیں'لاامام اتسام دوسرے موقع پرفرماتے ہیں

افنی عمره حاجاً وتاجراً (تذجلداص ۲۵)

۷۔ وثیمہ	پارچہ ریشمی	(ابن جلد۲۔صفحہ۱۷۱)
۸۔حافظ الحدیث غندر	چادراورسوتی پارچات	(تذ۔جلدا۔صفحہ۲۷۵)

۹۔عبدالرزاق حمیری ، امام ذہبی فرماتے ہیں وحل تجارته الی الشام۔ (تذ۔جلدا صفحہ۳۳۴)

۱۰۔امام القراءحمزہ زیات زیتون وپنیراوراخروٹ کوفہ سے روغن زیتون'حلوان کولیجاتے وہاں سے پنیراوراخروٹ ملاکرکوفے میں بیچتے (ابن۔جلداصفحہ۱۶۷)

۱۱۔حافظ الحدیث فضل کوفی۔ زیتون وپنیراوراخروٹ (تذ۔جلدا۔صفحہ۳۴۱)

۱۲۔حسن بن ربیع کوفی استاذ امام بخاری بوریئے اسی تجارت کی وجہ سے ان کالقب بواری ہے۔ (تذ۔جلد۲ص۴۴)

۱۳۔ امام ابوالحسن نیشاپوری۔ (تذ۔جلد۳۔ص۱۰۱)

۱۴۔ ہشام دستوائی پارچہ دستوا،اہواز (عراق عرب) کاایک پرگنہ تھاوہاں سے

☆اکثر من الاستغفار تجمعه الرزق والفرج والذرية والعلم النافع والتيسير وحط الخطايا. ☆

		کپڑا لاکر فروخت فرماتے تھے اسی لئے دستوائی لقب پڑ گیا (تذ جلد۳۔صفحہ۱۴)
۱۵۔احمد ابن خالد قرطبی	جبہ فروش	(تذ۔جلد۳۔صفحہ۳۶)
۱۶۔امام ابن جوزی	تانبا	ان کے گھرانے میں تانبے کی تجارت ہوتی تھی ۔آپ کبھی کبھی اپنے نام کے آگے صفار ٹھیرا لکھ دیتے (تذ۔جلد۴ص ۱۳۷)
۱۷۔حافظ الحدیث	ادویہ	اسی تجارت کے سبب سے ان کا لقب عشاب ہوگیا تھا۔علم نباتات میں اپنے زمانے میں بے نظیر تھے۔(تذ۔جلد۴ص ۲۱۷)
۱۸۔ابویعقوب لغوی	چوبی لٹھا	(ابن ۔ج۱ص ۳۱۵)
۱۹۔ محمد ابن سلیمان	گھوڑے	(تذ۔ج۳ص ۱۰۸)

حرفت :جن علمائے سلف نے اپنی معاش حرفت کے ذریعے سے حاصل کی اوران کے نام ہم کومعلوم ہو سکے ان کے نام اور کام نیچے کے نقشے میں درج کئے جاتے ہیں۔

نمبر	اسمائے علما	نام حرفت	کیفیت
۱۔	ابوالفضل دمشقی طیب مشہور	نجاری	اس فن میں وہ بہت ماہر تھے اور کثرت سے کام ان کے پاس آتا بیمارستان کبیر شاہی شفاخانہ کے اکثر دروازے ان کے ہاتھ کے بنے تھے۔جامع مسجد دمشق کی گھڑیاں (ساعات) انھوں نے درست کی تھیں اوران کی نگرانی کے متعلق ان کو تنخواہ ملتی تھی (تذ۔جلد۴۔صفحہ۴۰)
۲۔	ابن طاہر	کتابت	صحیحین اور ابوداؤد سات سات بار اور سنن ابن ماجہ دس بار اجرت پر لکھی (تذ۔جلد۴۔صفحہ۴۰)
۳۔	امام ابوالولید باجی	تارد بکنا	(تذ۔جلد۱۳۔۳۷)
۴۔	ابوسعید نحوی	کتابت	دس ورق روزانہ لکھتے تھے۔یہ کام کر کے عدالت قضا میں اجلاس کرتے۔انہیں اوراق کی اجرت پر بسر اوقات تھی۔ (نزہتہ۔صفحہ۳۸۱)

۵۔ ابن الہیثم طبیب نامور کتابت تین کتابیں سال بھر میں لکھتے۔ مجسطی۔ متوسطات اور اقلیدس۔ ان کی قیمت ڈیڑھ سو اشرفی لیتے اور انہیں روپوں پر بسر کرتے

۶۔ امام ابن الخاضبہ کتابت (تذ۔ ج ۴ ص ۲۴)

ملازمت: ملازمت اس لحاظ سے کہ وہ انسانی آزادگی پر ایک ٹکس اور بھاری ٹکس لگانے والی ہے۔ ان مزاجوں کو راس نہیں جو سارے عالم کے بکھیڑوں سے ایک علم کی خاطر آزاد اور بے تعلق رہنا پسند کرتے ہیں اور اس وجہ سے ابتداءً ہم کو اس سے مایوسی تھی کہ ہم اس حصہ عنوان ہذا کو معمور کر سکیں گے۔ مگر واقعات نے ہماری مایوسی کو بدگمانی ثابت کیا اور حالات نے بتلایا کہ علمائے سلف نے علمی شان کو قائم رکھ کر اعلیٰ سے اعلیٰ دنیاوی عہدے حاصل کئے اور ان کے فرائض قابل ستائش طریقے سے انجام دیئے ہیں۔ ہم ذیل میں چندان علماء کے اسم گرامی درج کرتے ہیں جو عہدہ جلیلہ وزارت تک ترقی کرکے پہنچے۔ اس سے قیاس ہوسکتا ہے کہ اس سے کم درجے کے عہدے بھی ان کی ذات سے ممتاز رہے ہوں گے۔

نمبر اسمائے علما	کس بادشاہ کے وزیر رہے	کیفیت
۱۔ امام ابوالفضل ابن خزابہ بغدادی	ملک کافور والی مصر	امام دارقطنی نے ان سے روایت کی ہے اور حافظ شارخ ان کی نسبت فرماتے ہیں کان من الحفاظ الثقاۃ (انوارالسرا ج ۳ ص ۲۲۶، ۲۲۷
۲۔ قاضی علامہ ابن نظیر		(تذ۔ جلد ۳۔ صفحہ ۲۶۳)
۳۔ امام ابن حزم	خلیفہ مستظہر باللہ	(تذ جلد ۳ صفحہ ۳۲۴)
۴۔ امام لغت ونحو قلیلی	مکتفی باللہ خلیفہ اندلس	(ابن جلد ۱۔ صفحہ ۱۲)
۵۔ کمال الدین فقیہ شافعی	نورالدین زنگی والی شام ومصر	قاضی ابن خلکان ان کی نسبت کہتے ہیں کان عظیم الریاسۃ خبیرا بتدبیر الملک (ابن ج ۱ ص ۴۷۲)
۶۔ مولانا تاج الدین ابراہیم پاشا رئیس الوزرا	سلطان بایزید یلدرم	(شق۔ ج ۱۔ ص ۲۳۱)

تلاش سے اور بھی مثالیں مل سکتی ہیں مگر نمونے کے لئے اسی قدر شاید کافی ہونگی کم درجے کی ملازمتیں اختیار کرنے سے بھی علما کو احتراز نہیں رہا ہے۔ چنانچہ لکھا ہے کہ قبیصہ خلیفہ عبدالملک کے مہردار تھے۔ امام اسمعیل جو امام اوزاعی کے استاد ہیں خلیفہ منصور کے توشہ خانے (خزانۃ الثیاب) کے

داروغہ۲۔

اسی سلسلے میں ہم کچھ نظیریں ان علما کی پیش کرنا چاہتے ہیں جو وقتاً فوقتاً ایک دربار کی جانب سے دوسرے دربار کو بطور سفیر تشریف لے گئے۔ سب سے زیادہ قابل غور امام شعبی اور شیخ الشیوخ حضرت شہاب الدین سہروردی کی مثالیں ہیں۔ اول الذکر میں یہ امر لائق لحاظ ہے کہ جس دربار کی طرف سفارت لے کر گئے غیر مسلم دربار تھا اور دوسرے میں وہ تفرد و تجرید قابل ملاحظہ ہے جو سرکردہ سلسلہ سہروردیہ تعلقات اور علائق سے تھی۔ یہ مثالیں بین ثبوت اس امر کا ہیں کہ علمائے کرام کو ہر حال میں مسلمانوں کے مصالح دینی کے ساتھ دنیوی مصلحتوں پر نظر رہی ہے اور دونوں کو انھوں نے قابل توجہ خیال فرمایا ہے۔

نمبر	اسمائے علما	کس دربار کی جانب سے سفیر ہوئے	کس دربار میں گئے	کیفیت
۱	امام شعبی	خلیفہ الملک اموی	قیصر روم	قیصر کے دل پران کی دانشمندی کا بہت اثر ہوا۔ اور اس نے خلیفہ کو لکھا کہ مجھے تعجب ہے کہ ایسے شخص کے ہوتے ہوئے مسلمانوں نے کیوں دوسرے شخص کو خلیفہ بنایا جب واپس آنے پر خلیفہ نے یہ فقرہ امام شعبی کو سنایا تو آپ نے کہا اور خوب کہا کہ قیصر نے مجکو تو دیکھا مگر آپ کو نہیں دیکھا آپ کو دیکھ لیتا تو ایسا نہ کہتا (تذ۔ ج ا۔ ص ۴۷)

نمبر	اسمائے علما	کس دربار کی جانب سے سفیر ہوئے	کس دربار میں گئے	کیفیت
۲	شیخ الشیوخ حضرت شہاب الدین سہروردی	دیوان عزیز یعنی دربار بغداد	دربار اربل	(ابن۔ ج ا۔ ص ۴۵۱)
۳	حافظ ابن ماکولی	دیوان عزیز	طغا خاں والی سمرقند	(تذ۔ جلد ۴۔ ص ۵)
۴	امام ابوالمحاسن قرشی	دیوان عزیز	نور الدین زنگی	اس وقت کی ان کی عمر تیس برس کی تھی (تذ۔ جص ۱۵۸۴)
۵	امام ابو یعقوب شیرازی	دیوان عزیز	متعدد دربار	(تذ۔ جلد ۴۔ ص ۱۵۰)
۶	محمد ابن سلامہ قضاعی	دربار مصر	دربار روم	حمیدی نے ان سے روایت کی ہے (ابن ج ا۔ ص ۴۶۲)
۷	کمال الدین فقیہ شافعی	خلیفہ مقتفی باللہ	قلیچ ارسلان والی روم	(ابن جلد ا۔ ص ۴۷۲)

۸۔علامہ قوبجی شارح تجرید مرزا الغ بیگ والی سمرقند سلطان محمد خان فاتح
ان دونوں سلطنتوں میں نزاع تھا اسی لئے یہ بھیجے گئے تھے ان کی حسن سعی سے صلح ہوگئی (شق ج ا۔ص ۱۷۷)

تمول

اہل کمال کے لئے مال دار ہونا ان کی خوبی میں داخل نہیں اور نہ اس کے عدم یا وجود سے ان کی عظمت کم یا زیادہ ہوسکتی ہے باایں ہمہ متمول ہونا اور باکمال ہونا یہ دونوں صفتیں باہم منافی بھی نہیں ۔حالات خاص نے اس کا مخالف پہلو ذہنوں میں راسخ کردیا ہے۔اوراس پہلو کے ذہن نشین ہونے سے بجائے نفع کے قوم کو نقصان پہنچا ہے۔ہم اس غلطی کو رفع کرنے کے لئے مختصر سے واقعات ایسے عرض کرنے کے در پے ہیں جو علمائے دین اور ائمہ مذہب کے تمول کا ثبوت دیں ان میں سے بعض اوقات یہ بھی دکھلائیں گے کہ جو دولت سرمایہ غفلت تصور کی گئی ہے وہی نیک اور لائق ہاتھوں میں پہنچ کر کیسی خیر و برکت کا باعث ہوسکتی ہے۔

امام لیث مصری کی سالانہ آمدنی اسی ہزار اشرفیاں تھیں (آٹھ لاکھ روپے) مگر کبھی ان پر زکوۃ واجب نہیں ہوئی (اس لئے کہ سال گزرنے سے پہلے کل آمدنی نیک کاموں میں صرف کردیتے تھے۳۔امام وعلج بغدادی جو دارقطنی کے استاد ہیں ان کی سرکار سے مکہ مکرمہ عراق اور سجستان کے علماحدیث کے وظائف مقرر تھے۔مکہ مکرمہ میں ایک مکان جس کا نام دارالعباس تھا انہوں نے تیس ہزار اشرفی کو خریدا تھا۔جب انہوں نے وفات پائی۔تو معزالدولہ نے تین لاکھ اشرفیاں ان کے ترکے میں سے لے لیں۴۔امام ابولہیثم کی نسبت لکھا ہے کہ بہت مالدار تھے تین یا چار دفعہ انہوں نے اپنے ہم وزن چاندی خیرات کی تھی۵۔حافظ ابن العربی کے تمول اور فیاضی کا اندازہ اس سے ہوسکتا ہے کہ اشبیلیہ (واقع اندلس) کی شہر پناہ انھوں نے اپنی جیب خاص سے تعمیر کرائی تھی۶۔حافظ رئیس ابن ابی ذیل ہروی کی سالانہ آمدنی اتنی تھی کہ عشر کی بابت ایک ہزار خروار غلے کی سال بسال ان کی سرکار میں آتی تھیں۔امام ذہبی ان کی نسبت فرماتے ہیں کــــان کثیـــر الامـــوال قاضی عیاض صاحب مشارق الانوار کو اپنے عہد میں اس قدر رفعت اور ریاست حاصل تھی کہ کبھی کسی کو ان کے شہر میں نصیب نہیں ہوئی۔امام موصوف فرماتے ہیں کہ جس قدر ان کی رفعت بڑھی اسی قدر ان کی تواضع اور خوف الٰہی میں

ترقی ہوتی گئی ہے۔شیخ ابوحامد اسفرائنی کی نسبت ابن خلکان اپنی تاریخ میں لکھتے ہیں ۔ انتھت الیہ ریاسۃ الدنیاو الدین ببغداد۔

علما کے تعلقات سلاطین کے ساتھ اور ان کا اثر سلاطین پر

انقلاب زمانے نے جو تہ بہ تہ پردے علمائے سلف کے حالات پر ڈالے ہیں انہوں نے ان کی بہت سی اعلی اور مفید صفتیں نظروں سے چھپادی ہیں جب ان کے صفات کی اصلی تصویریں چھپ گئیں تو ذہنوں میں ان کے غلط نقشے کھینچے اور جیسے وہ نہ تھے ویسے مانے گئے اور جب ان غلط نقشوں کی پیروی کی گئی تو قدم راہ صواب سے دور جاپڑے اور مقصود فوت ہوگیا۔علمائے کرام کی نسبت گویا یہ مسلمہ مسئلہ ہے کہ ان کو سلطنت وسلاطین سے کوئی تعلق نہیں اور نہ یہ تعلق ان کے لئے زیبا ہے۔اسی خیال کا یہ اثر ہے کہ ہم صدیوں سے علما اور سلاطین کو باہم محض ناآشنا اور بے گانہ پاتے ہیں۔جن دقیق نگاہوں نے سوسائٹی کے حالات اور اس کے باہمی تعلقات کی پوری پوری چھان بین کی ہے انہوں نے پتہ لگایا ہے کہ مختلف تمدنی گروہ کسی نہ کسی قانونی سلسلے میں ضرور جکڑے ہوئے ہیں اور اپنی اپنی متناسب جگہ پر کسی نہ کسی اصولوں کے مطابق قائم ہیں۔اس سے صاف ظاہر ہے کہ اگر ان سلسلوں میں سے کوئی سلسلہ اپنی جگہ سے ہٹ جائے تو نظام قومی درہم برہم ہوجائے گا۔کوئی شبہ نہیں کہ جب علما کا قدم سلسلہ انتظام سے نکل گیا تو جو کام اس عظیم الشان سلسلے میں ان کے کرنے کے تھے وہ ابتر ہوگئے اور اس طرح حکومت وخلافت کی وہ ہیئت کذائی قائم نہ رہی جو اسلام نے کھینچی تھی۔ہم نے جس تعلق کی نفی اوپر کی ہے اس سے ہماری مراد وظیفہ خواری یا صلہ بخشی کا تعلق نہیں ہے بلکہ وہ تعلق مراد ہے جو ایک رکن انتظام کو اس کے سرگروہ کے ساتھ ہوتا ہے۔ہماری اس تمہید کو جو حضرات ملاحظہ فرمائیں وہ علما کا مفہوم ذرا عالی ذہن میں قرار دیں ورنہ ہمارے الفاظ بھٹی سے زیادہ رتبہ حاصل نہ کریں گے۔یہ امر ظاہر ہے کہ ہر منصب اور ہر مرتبہ خاص خاص صفات چاہتا ہے اور جب تک انسان وہ صفات نہ پیدا کرے اس منصب کے لائق نہیں ہوسکتا۔جن علماء کے سلسلہ انتظام سے خارج ہوجانے کی وجہ سے ہم نے سلسلہ حکومت کو ابتر قرار دیا ہے وہ علماوہ تھے جو مدبرانہ دل ودماغ رکھتے تھے اور معاملے کو معاملے کے پہلو سے سمجھنے والے تھے نہ کسی اور پہلو سے ہم جو واقعات اس سلسلے میں پیش کریں گے وہ شاید اس بات کے ثابت کرنے میں قاصر نہ رہیں کہ علما نے جو سلطنتوں اور سلاطین سے تعلق رکھا تو وہ تعلق

عامۃ مسلمین اورخود سلطنت کے حق میں کیسا مفید ہوا۔اورکیسی دینی اوردنیاوی برکتیں ان سے مسلمانوں کوپہنچیں جوتعلق ایسافائدہ منداورنافع تھاوہ حقارت اورنفرت سے دیکھے جانے کے لائق نہ تھا۔اس میں کچھ شبہ نہیں کہ بہت سے علمائے کرام وقتاً فوقتاً یاہمیشہ ایسے گزرے ہیں جنھوں نے ایسے تعلقات کوعار بلکہ مضرتصور فرمایاہے مگرساتھ ہی اس کے ہجری صدیوں کے اوائل میں کچھ نہ کچھ علمائے کرام ہمیشہ ایسے بھی موجودہوتے تھے جوان تعلقات کواختیارفرماتے تھے اوراس طرح دینی ودنیاوی سلسلوں میں سدسکندری قائم نہیں ہونے پاتی تھی۔امام اعظم نے عہدہ قضا قبول نہیں فرمایااوراس سختی سے انکارفرماتے رہے کہ درے کھائے قید بھگتی انھیں کے شاگردرشیدامام ابویوسف سارے قاضیوں کے سرگروہ بنے اور ہارون الرشیدکی مشہور خلافت کی خوبیوں میں ایک خوبی ان کی ذات سے پیداہوئی۔ **وللناس فیما یعشقون مذاهب**

حضرت عمرابن عبدالعزیز جن کی خلافت، خلافت راشدہ مانی گئی ہے اورجن کے عہدحکومت نے عالم کوعدل وانصاف سے مالامال کردیا تھا۔اگرایک امام تابعی کاقدم درمیان میں نہ ہوتاتوبظاہراسباب دنیاان کی حکومت کی نعمت سے محروم رہتی اورازسرنوعالم میں اسلامی تازہ روح نہ پھکتی ۔جب سلیمان ابن عبدالملک خلیفہ دمشق کوشدت مرض نے مایوسی کے انداز دکھلائے اوررحلت کے قرب کی پیشین گوئی کی تواس کواپنے جانشین کے تعین کی فکرہوئی ایک کاغذ پراس نے ولی عہد کانام لکھااورمشورے کے لئے امام رجاء [۱۸] ابن حیات کے سامنے پیش کیا۔امام ممدوح نے جواس کوپڑھاتواس میں خلیفہ کے ایک نابالغ بیٹے کانام درج پایا۔یہ دیکھ کرانھوں نے سلیمان سے فرمایا کہ خلیفہ کواگرقبرمیں آسودگی مطلوب ہےتواپناجانشین مردلائق مقررکرناچاہئے۔خلیفہ کے دل میں ان کایہ کلام چبھااوراس نے کہاکہ میں مکررغورکرلوں۔ایک یادودن کے توقف کے بعداس نے وہ کاغذ چاک کرڈالا۔اورامام ابن حیات کوبلاکرپوچھاکہ میرے بیٹے داؤدکی نسبت تمہاری کیارائے ہے۔امام نے فرمایاکہ وہ قسطنطنیہ کی مہم پریہاں سےصدہامیل دورہےاورنہ معلوم اس وقت زندہ بھی ہے یانہیں۔

خلیفہ: توپھرمیں کس کوولی عہدمقررکرلوں۔

امام: جوامیرالمومنین کی رائے میں اس منصب کے قابل ہو۔

خلیفہ: عمرابن عبدالعزیز کی نسبت تمہاراکیاخیال ہے۔

امام: میرے خیال میں وہ نیک فاضل اورسلیم الطبع ہیں۔

خلیفہ: تمہاری رائے درست ہے وہ ایسے ہی ہیں اور میں انھیں کو ولی عہد کروں گا۔

یہ کہہ کر سند ولی عہدی حضرت عمر ابن عبدالعزیز کے لئے لکھی اوراس کو سربمہر کردیا۔اس کے بعد کوتوال شہر کو طلب کر کے حکم دیا کہ خاندان خلافت کے کل ارکان حاضر کئے جائیں۔جب سب حاضر ہو لئے توامام رجاء نے حسب ایمائے خلیفہ اس سربمہر کاغذ پرسب سے بیعت لی اور بعد بیعت ان کو رخصت کردیا۔اس عہدنامہ کی تکمیل کے بعد اجل نے سلیمان کو زیادہ مہلت نہیں دی اور چند ہی ساعت کے بعد اس ملک کو و مال سے جدا کردیا۔امام ابن حیات نے ایک معتمد ایوان خلافت کے دروازے پر بٹھا دیا کہ کسی کو اندر نہ جانے دے اوراس طرح وفات کی خبر کو شائع ہونے سے روک دیا۔اس انتظام سے فارغ ہو کر انھوں نے کوتوال کے ذریعے سے پھر اہل بیعت خلافت کو بلایااور دوبارہ اس سربمہر فرمان پر بیعت لی ۔جب بیعت ہو چکی اور انھوں نے سمجھ لیا کہ اب کل کارروائی مستحکم ہے تو فرمایا کہ خلیفہ نے وفات پائی اور یہ کہکر کاغذ کھول کر سنایا۔جب ہشام ابن عبدالملک نے (جو دعویدار خلافت تھا) حضرت عمر ابن عبدالعزیز کا نام سنا تو کہنے لگا۔کہ قسم ہے رب کی ہم کبھی ان کی بیعت نہیں کرسکتے۔امام رجاء نے کہا کہ بہتر ہے کہ کھڑے ہو اور آ کر بیعت کرو ورنہ تلوار سے تمہارا ہی فیصلہ ہوجائے گا۔ہشام کو موقعے کا رنگ دیکھ کر چارنا چار بیعت کرنی پڑی۔ہشام کی بیعت کے بعد امام رجاء نے حضرت عمر ابن عبدالعزیز کا بازو پکڑااور منبر پر بٹھا دیا۔منبر پر پہنچتے ہی ان کی خلافت کا عملی دور شروع ہوگیا۔اس واقعہ سے امام رجاء ابن حیات کی قوت فیصلہ ۔حسن تدبیر اور استقلال طبیعت جیسا کچھ ظاہر ہوتا ہے الفاظ خود بتا رہے ہیں۔ہمارے بتانے کی کچھ حاجت نہیں۹۔

امام ابو یوسف کا جو اقتدار خلیفہ ہارون الرشید کے دربار میں رہا اس سے ایک عالم واقف ہے۔ابن خلکان ان کی نسبت لکھتے ہیں کہ ابو یوسف علم وحکمت اور ریاست واقتدار میں انتہا کو پہنچے ہوئے تھے۔ان کے زمانے میں ان سے بڑھ کر کوئی دربار میں نہ تھا۔۱۰یہ بات تسلیم کی گئی ہے کہ مذہب حنفی کی اشاعت میں امام ابو یوسف کے اقتدار نے غیر معمولی قوت پیدا کردی تھی۔امام یحیی ابن یحیی مصمودی جو حضرت امام مالکؒ کے شاگرد رشید اور موطا کے ناقل ہیں ملک اندلس کے امراوسلاطین کے یہاں بہت محترم تھے اسی اقتدار کے اثر سے امام مالک کا مذہب ملک اندلس میں پھیلا۱۱۔ایک اور امام وقت حضرت یحیی ابن اکثم دربار مامونی میں اول درجے کے ذی اثر رکن تھے۔ابن خلکان ان کی نسبت یہ الفاظ لکھتے ہیں۔ان کے علم ۔فضل ۔ریاست اورسیاست اوراس تعلق سے جوان

☆احسن الی الناس وقدم الخیر للبشر لتلقی السعادۃ من عیادۃ مریض واعطاء فقیر والرحمۃ بیتیم۔☆

کوخلفااورسلاطین کے ساتھ رہازمانہ واقف ہے۔مامون الرشید کے مزاج پروہ اس قدر حاوی تھے کہ کسی کی وقعت ان سے زیادہ خلیفہ کے دل میں نہ تھی۔چونکہ خلیفہ کوعلوم میں کمال تھااس لئے اس نے ان کے علم وعقل کے مرتبے کوکماحقہ سمجھاتھا۔عہدہ قاضی القضاتی پروہ ممتاز تھے۔تدبیرمملکت میں ان کواس قدرمداخلت حاصل تھی کہ وزرا کے احکام ان کی رائے لینے کے بعدنافذ ہوتے تھے۱۲۔سلطان شہاب الدین غوری (جس کا نام تاریخ ہندوستان میں آج تک روشن ہے) کی مددآغاز کارمیں امام فخرالدین رازی نے اپنے مال ودولت سے فرمائی تھی۔جب وہ بڑھ کرسلطان ہوگیاتو یہ اس کے دربار میں گئے اورشہاب الدین نہایت احترام کے ساتھ پیش آیا۔اسی طرح امام ممدوح دربارخوارزم میں موقرا اورمحترم تھے۱۳۔امام زہری خلیفہ عبدالملک اورہشام کے متقربین میں تھے۱۴۔اورخطیب بغدادی عزالدولہ کے مقربوں میں داخل تھے۔۱۵مولانا قونیوی کی نسبت لکھاہے کہ سلطان روم کے حضورمیں ان کونہایت ہی قدرتمکین حاصل تھی اورنوبرس تک وہ اسی شان سے مقبول بارگاہ سلطانی رہے۔۱۶امام غزالی نے جب امیرالمسلمین یوسف ابن تاشفین کی تعریف سنی تواس سے ملنے کے لئے افریقہ کوروانہ ہوئے۔امام ممدوح ہنوزمنزل مقصودتک نہ پہنچے تھے کہ امیرموصوف کواجل نے عالم آخرت میں پہنچادیا۔یہ خبرامام غزالی نے اسکندریہ میں سنی اوروہیں سے واپس چلے آئے۔۱۷

ابن رافع قشیری حافظ حدیث اپنے مکان پرحدیث شریف پڑھایاکرتے تھے اورطلبہ کے علاوہ خراسان کے امیرنامورطاہرکی اولادبھی مع خدم وحشم حاضردرس ہوتی۔شیخ کے جلال کایہ عالم ہوتاتھاکہ کسی کوبات کرنے یامسکرانے کی تاب ومجال نہ ہوتی۔۱۸ملکِ عادل سلطان صلاح الدین کابھائی بڑے دبدبے اورسطوت کافرمان رواگزراہے۔ایک مرتبہ محدث اسلام عبدالغنی دمشقی اس سے ملنے گئے تھے۔ملک عادل کابیان ہے کہ جس وقت حافظ عبدالغنی میرے سامنے آئے تومجھکو یہ معلوم ہواکہ ایک شیرآگیا۔۱۹امیرتیمورنے ایک روزاپناایک قاصدکسی ضروری کام پرروانہ کیااوراس کوعام اجازت دی کہ ضرورت کے وقت جس کاگھوڑامل جائے اس پرسوارہولے۔قاصدکوچلتے چلتے ایک جگہ سواری کی حاجت ہوئی۔اتفاقاً اسی موقع پرعلامہ تفتازانی مصنف مطول خیمہ زن تھے اورخیمے کی پشتیگاہ میں ان کے گھوڑے بندھے ہوئے تھے بریدوہاں گیااورجاتے ہی بے دھڑک ایک گھوڑاکھول لیاعلامہ ممدوح اس وقت اپنے خیمے کے اندرتھے۔اس قصے کی اطلاع ہوئی تونہایت برہم ہوئے اورقاصدسلطانی کوپٹواکرنکلوادیا۔وہ جب لوٹ کردربار میں پہنچا توعلامہ کی شکایت پیش کی امیرتیمورکاجوحال یہ

ماجراسن کرہواہوگا آسانی سے قیاس میں آسکتا ہے؟ ہیجان غضب کے سبب سے تھوڑی دیر ساکت رہا اس کے بعد کہا کہ اگر شاہرخ یہ حرکت کرتا تو بیشک سزا پاتا مگر میں ایسے شخص کا کچھ نہیں کرسکتا جس کا قلم ہر شہر و دیار کو میری تلوار سے پیشتر فتح کر چکا تھا عمرو صفار والی خراسان امام خفاف سے کہا کرتا تھا کہ چچا اگر میں کوئی کام آپ کی مرضی کے خلاف کروں تو آپ میری گردن اڑادیں ۳۰۔

سلاطین عثمانیہ میں سلطان سلیم خاں بڑے جلال اور ہیبت کا بادشاہ ہوا ہے۔ایک روز اس کو ملازمان خزانہ پر غصہ آگیا اوران میں سے ڈیڑھ سو آدمیوں کے قتل کا حکم دے دیا۔مولانا علاء الدین جمالی ان دنوں قسطنطنیہ میں مفتی تھے انھوں نے جو یہ سخت حکم سنا توان بے کس ملازموں پر رحم آیا اور سلطان کو سمجھانے کے لئے باب عالی کو تشریف لے گئے قاعدہ یہ تھا کہ مفتی صدر بدون کسی حادثہ عظیم کے باب عالی کا قصد نہیں کرتا تھا۔جب یہ ایوان وزراء میں داخل ہوئے تو سارے اہل دیوان حیران رہ گئے کہ خدا خیر کرے مفتی صاحب کیسے تشریف لائے۔حضور سلطانی میں ان کی اطلاع ہوئی اور یہ اجازت ملی کہ تنہا آئیں۔یہ وہاں پہنچے اور سلام کر کے بیٹھ گئے بیٹھنے کے بعد سلسلہ تقریر یوں شروع کیا۔

جو علما منصب فتوی رکھتے ہیں ان کا فرض ہے کہ سلطان وقت کی آخرت درست رکھنے کی فکر رکھیں۔میں نے سنا ہے کہ سلطان نے ڈیڑھ سو آدمیوں کے قتل کا حکم دیا ہے حالانکہ شرعا یہ تجویز ناجائز ہے لہذا میں عفو سلطانی کی استدعا کرتا ہوں۔

سلطان کو اپنے مفتی کی یہ مداخلت نہایت شاق اور ناگوار معلوم ہوئی اور قہر آلود ہو کر کہا کہ تم کو اپنی حد اختیار سے بڑھنا اور امور سلطنت میں دخل دینا نہیں چاہئے۔

انھوں نے جواب دیا کہ میں معاملات سلطنت میں دخل نہیں دیتا بلکہ عاقبت سلطانی کی عافیت چاہتا ہوں اور میرا یہ فرض ہے ان عفوت فلک النجاۃ و الافلک عقاب عظیم

سلطان کے دل پر اس کلام کی جلالت اثر کر گئی اور غصہ فرو ہوگیا۔اوران تمام ملازموں کی خطائیں معاف کردیں۔

جب مفتی ممدوح نے اٹھنے کا قصد کیا تو فرمایا کہ میں سلطان کی آخرت کے متعلق تو فرض منصبی ادا کر چکا اب ایک بات شانِ سلطنت کی نسبت کہنا چاہتا ہوں۔

سلطان نے پوچھا وہ کیا؟

☆اعلم انك لست الوحيد فى البلاء فما سلم من الهم احد وما نجا من الشدة بشر.☆

توانھوں نے جواب دیا کہ یہ سب بے چارے آپ کے غلام ہیں کیا یہ مناسب ہوگا کہ غلام شاہی ہوکردربدر مانگتے پھریں۔

سلطان نے فرمایا کہ نہیں۔

انھوں نے کہا توان کی جگہ (ملازمت) پھرانہیں کوعطافرمائی جائے۔

سلطان نے ازراہ مراحم خسروانہ اس کوبھی قبول کیامگر یہ کہا کہ ان کوقصور کی سزاضروردی جائے گی۔مولانا نے فرمایا کہ اس میں مجھ کوکچھ کلام نہیں ہے کیوں کہ تعزیری سزارائے سلطانی پرمنحصر ہے۔اتنا کہہ کرسلام کیااورگھر کو چلے آئے۔۲۱

فجزاھم اللہ احسن الجزاءمنا ومن اہل الاسلام..............(جاری ہے.........)

حواشی

۱۔تذ۔ج۱۔ص۵۲ ۲۔تذ۔ج۱۔ص۲۳۰
۳۔الرحمۃ الفیشیہ صفحہ۶ ۴۔تذج۳۔صفحہ۹۸
۵۔تذ۔ج۱۔صفحہ۲۳۶ ۶۔تذ۔ج۴صفحہ۹۱
۷۔تذ۔ج۳۔صفحہ۲۱۳ ۸۔تذرج۴۔صفحہ۱۰۰
۹۔ابن۔ج۱۔صفحہ۱۹
۱۰۔تابعین کے چوتھے طبقے میں فن حدیث کے امام ہیں۔مکحول نے ان کوسید اہل شام بتایا ہے اوربعض نے شامیوں میں سب سے زیادہ فقیہ ان کو مانا ہے۔(تذ۔ج۱۔ص۱۰۵)
۱۱۔کامل ابن اثیر۔ج۵۔صفحہ۱۲۱۵ ۱۲۔ابن۔ج۲۔صفحہ۳۰۴
۱۳۔ابن۔ج۲صفحہ۲۱۶ ۱۴۔ابن۔ج۲۔صفحہ۲۱۷
۱۵۔ابن۔ج۱۔صفحہ۴۰۵ ۱۶۔ابن۔ج۱۔صفحہ۴۵۱
۱۷۔تذ۔ج۳۔صفحہ۳۳۴ ۱۸۔العقد المنظوم صفحہ۳۶۹
۱۹۔ابن۔ج۲۔صفحہ۳۷۰ ۲۰۔اگرتم معاف کردوگے تونجات پاؤگے ورنہ سخت عذاب میں مبتلا ہوگے۔
۲۱۔شق۔ج۱۔صفحہ۲۴

☆تیقن ان الدنیا دار محن وبلاء ومنغصات وکدر فاقبلہا علی حالہا واستعن باللہ.☆